لیے اسلامی لشکر لے کر بدر کی طرف بڑھ رہے ہیں، تاکہ مدینہ پر حملہ کرنے والوں کو پسپا کردیں۔ اسلام کے جانباز سپاہی جوش اور ولولے کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ گیارہ سال کا ایک بچہ عمیر چھپ کر پیچھے پیچھے چل رہا ہے۔ اچانک بھائی کی نظر پڑتی ہے تو پوچھتے ہیں: کیوں چھپ کر چل رہے ہو؟ بچہ جواب دیتا ہے مجھے ڈر ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کی نظر مجھ پر پڑ گئی تو وہ کم عمری کی بنا پر مجھے واپس کردیں گے اور شرکت کی اجازت نہ دیں گے، جبکہ میں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہتا ہوں۔ چھوٹے بھائی کے جذبات کو دیکھ اس کو مسرت ہوئی۔ اچانک رسول اللہ ﷺ کی نظر عمیرؓ پر پڑتی ہے۔ آپ دیکھتے ہی اسے واپسی کا حکم دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: "پیارے بچے تم واپس جاؤ۔ جب بڑھے ہوجاؤ گے تو آنا، جنگ بچوں کا کھیل نہیں، یہ بڑوں کے لیے بھی نہایت مشکل ہے۔" یہ سن کر عمیرؓ غم کی تصویر بن جاتے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا دل بھر آتا ہے، آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو تارے بن کر چمکنے لگتے ہیں اور اس بچے کو شرکت کی اجازت مرحمت فرمادیتے ہیں...... یہ نوعمر لڑکا عمیرؓ بڑی جان بازی سے لڑتا ہوا جام شہادت نوش کرلیتا ہے۔

غزوہ بدر کی تیاریاں مکمل ہوچکی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اسلامی لشکر کی صف بندی کررہے ہیں۔ سامنے کفار کا آہنی لشکر کھڑا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے دائیں بائیں دس گیارہ سال کے دو بھائی معاذؓ اور معوذؓ کھڑے ہیں۔ جب معرکہ آرائی شروع ہوتی ہے تو ایک بھائی چپکے سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے پوچھتا ہے "چچا مجھے بتاؤ ابوجہل کون ہے؟" اتنے میں دوسرا بھائی چپکے سے پوچھتا ہے "چچا جان! ابوجہل کہاں ہے؟" حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ان دونوں سے پوچھتے ہیں: کیا کروگے تم دونوں اس کو؟ وہ کہنے لگے ہم نے سنا ہے وہ ہمارے نبی ﷺ کو گالی بکتا ہے، واللہ ہم اس کو ختم کرکے آئیں گے یا ہم ختم ہوں گے۔ اتنے میں آپؓ ابوجہل کی طرف اشارہ کردیتے ہیں۔ دونوں بچے صفیں چیرتے ہوئے ایک دوسرے سے پہلے ابوجہل کا کام تمام کردینا چاہتے ہیں۔ دونوں بچوں کے حملے کی تاب نہ لاکر لشکر کفار کا سردار زمین پر ڈھیر ہوجاتا ہے۔ دونوں دوڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس پہنچتے ہیں اور ابوجہل کے قتل کی خوشخبری سناتے ہیں۔ شوق جہاد میں دونوں اس عظیم کارنامے کو اپنی اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ تلواروں کی طرف نظر اٹھاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ دونوں کی تلواریں خون میں لت پت ہیں۔

رسول اللہ ﷺ دونوں بچوں کو شاباش دیتے ہیں اور ان کے حق میں کلمات خیر کہتے ہیں۔ پھر معوذؓ لڑتے ہوئے اسی جنگ میں شہید ہوئے اور معاذؓ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت تک زندہ رہے۔

احوال عالم

رُوہنگیا مسلمانوں کی نسل کُشی

ابوحسان سیف اللہ خالد از کراچی

براعظم ''ایشیا'' میں رنگینیوں کے لیے شہور ''رنگون'' (اب غیر معروف: ''ینگون'') اور ''بنگلا دیش'' کے جنوب مشرقی سرحدی قصبے ''ٹیکناف'' سے آمدہ خبر ہے کہ ''برما'' (موجودہ نام: ''میانمار'') کی شمالی مغربی ریاست ''اراکان'' موجودہ نام ''رکھائن'' کے صدر مقام ''اکیاب'' (تبدیل شدہ نام: سائڈے) میں مسلم کش فسادات میں 17 مسلمان قتل کر دیے گئے ہیں، زخمیوں کا کوئی ذکر نہیں۔

یہ شمار بھی مصدقہ اور حتمی نہیں۔ مقتولین کی حقیقی تعداد کہیں زیادہ ہوسکتی ہے۔ یہ مسئلہ ہے کیا؟ دنیا کبھی کبھار اس نوع کی کوئی خبر بھی پڑھ لیتی ہے۔ دلچسپی لینے کی نوبت اس لیے نہیں آتی کہ سمعی و بصری ذرائع ابلاغ کے کارپردازوں کے لیے اس میں کوئی دلچسپی، اہمیت اور مفاد نہیں ہے۔ پڑھنے کو جو کچھ ملتا ہے' وہ نامکمل ہوتا ہے اور اکثر خلاف واقعہ بھی۔

میانمار کا صوبہ ''راکھن''...... ''برما'' کے زیر قبضہ صوبے ''اراکان'' میں 20000 مربع میل پر محیط ایک مسلم مملکت تھی، اس پر 1784ء میں برما نے قبضہ کر لیا۔ 1824ء میں ''اراکان'' پر برطانیہ کا تسلط ہوا۔

1947-48ء میں انگریزوں نے متحدہ ہندوستان خالی کیا، تو اہل اراکان کی شدید خواہش اور کوشش کے باوجود کشمیر، حیدر آباد اور جونا گڑھ وغیرہ ریاستوں کی طرح ''اراکان'' کو بھی خود مختاری دی گئی نہ پاکستان کا حصہ بنایا گیا۔

اراکان ایک مسلم اکثریتی خطہ تھا اور آج بھی ہے۔ ہر چند کہ حقیقی اور حتمی اعداد و شمار دستیاب نہیں۔ اور نہ قابض برمی حکومت اس کا کوئی اہتمام کرتی ہے۔ مگر محتاط اندازہ ہے کہ آج بھی اراکان میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب ساٹھ فیصد سے کم نہیں۔ اس تعداد میں وہ مسلمان شامل نہیں ہیں، جو گزشتہ صدی عیسوی میں دونوں عالمی جنگوں کے موقعوں پر بچ گئے تھے؛ مگر جبری انخلاء اور ترک وطن یا ہجرت سے محفوظ نہ رہ سکے۔

یہ مسلمان جو اراکان کے قدیم نام رُوہنگ کی نسبت سے ''رُوہنگیا'' کہلواتے ہیں، ترک وطن اور ہجرت کی خاصی پرانی تاریخ رکھتے ہیں۔ یہ بڑے مذہبی، جفاکش، پُرامن اور صابر و شاکر لوگ ہیں۔ انہیں بزدل نہ بھی کہا جائے، پھر بھی ان کی تاریخ بتلاتی ہے کہ لڑنا بھڑنا اور اپنے جینے کے حق کے لیے مرنا مارنا انہیں پسند نہیں۔ برمی بودھ فوجی (کسی زمانے میں

اشترا کی بھی) حکومتوں کے شرمناک، نا قابل بیان ویقین مظالم حد سے بڑھ گئے، تو صدیوں سے پرانی بسی بسائی بستیاں، زمینیں، جائیدادیں، مسجدیں اور مدرسے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جہاں ٹھکانہ ملا پناہ لے لیا۔ بنگلا دیش، پاکستان، بھارت، شرق اوسط اور مشرق بعید کے بعض ممالک میں تو ان روہنگیا مسلمانوں کی دسیوں سال سے آباد بستیاں قائم ہیں۔ یورپ، امریکا اور افریقہ سمیت شاید ہی دنیا کا کوئی ملک ہو، جہاں کم وبیش ان پناہ کے متلاشیوں کے قدم نہ پہنچے ہوں۔ ہر جگہ مقامی صورت حال کی رعایت سے ان کی اقامتی حیثیت بھی مختلف ہے۔ کہیں مکمل شہری کی، کہیں مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے اور بعض مقامات پر تسلیم شدہ یا غیر تسلیم شدہ پناگزین کی۔

اوسطاً سال میں ایک مرتبہ ''اراکان'' میں بڑے پیمانے پر اور برما میں حسب ضرورت مسلمانوں کے خلاف فوجی کارروائی کی جاتی ہے، یا مذہبی ونسلی فساد برپا کرایا جاتا ہے۔ سینکڑوں قتل، ہزاروں زخمی اور لاکھوں بے گھر کر دیے جاتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ ومواصلات کی حیرت انگیز ترقی کے باعث آج حکومت کی ہزار کوشش کے باوجود برما بالخصوص رنگون سے کچھ نہ کچھ خبریں باہر نکل ہی آتی ہیں۔ مگر اراکان کی صورت حال بالکل مختلف ہے، وہ اس کے غیر مسلم باشندوں کے لیے تو نہیں، لیکن مسلمانوں کے لیے ضرور ایک ''محصورہ'' ہے، جس سے سب کچھ چھوڑ کر، خالی ہاتھ، ننگے پاؤں، تن کے کپڑوں میں، کبھی واپس نہ آنے کے لیے باہر نکل سکتے ہیں۔ نہیں نکلیں گے تو کسی روز مار دیے جائیں گے؛ ورنہ فقر وفاقے، خوف وذلت، بیماری ومسکنت اور غلامی کی زندگی گزارتے رہیں گے۔

یہ مسلمان صرف نسلی اعدام ہی کے شکار نہیں ہیں، منظم اور طویل المیعاد منصوبہ بندی کے تحت گزشتہ چھے سات دہائیوں سے ہر مقتدر فوجی یا غیر فوجی ٹولا ان کی دینی، علمی اور ثقافتی ارتداد کے لیے بھی کوشاں ہے۔ حکومت یا ملازمت میں کسی حصے کو چھوڑیے، ان پر تو ہر قسم کی تعلیم کے دروازے بھی بند ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ خود پر گزرنے والی قیامت کے بارے میں یہ لوگ دنیا کو تحریراً یا تقریراً کچھ نہیں بتا سکتے۔ جہل اور ناخواندگی نے پوری قوم کو بری طرح لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ انہیں اپنے انسانی حقوق کا کوئی شعور نہیں ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے، اسے صرف ''نصیب کا لکھا'' سمجھتے ہیں۔

اقوام متحدہ اور اس کے ذیلی اداروں کا کیا رونا؟ حقوق انسانی کی ٹھیکے دار بے شمار تنظیموں کو بھی یہ لوگ نظر نہیں آتے ہیں؛ کیونکہ یہ تو ''مسلمان'' ہیں ''انسان'' تھوڑی ہیں۔ کتے، بلی، سور جیسے جانور بھی نہیں ہیں، ورنہ ''انجمن انسدادِ بے رحمی حیوانات'' کے ذمہ داران تو برما کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی ضرور کرتے۔ اتنی ''انسانیت'' تو ابھی دنیا میں موجود ہے۔

رہ گیا اراکان کا قریبی پڑوسی مسلم ملک: بنگلا دیش تو ماشاء اللہ! وہ اقتصادی ومعاشی ترقی کی دوڑ میں اس قدر مست